بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر مکرم حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنجناب نے بندے کے چند مختلف بیانات کو قابل اعتراض قرار دیتے ہوئے جو تحریر مرتب فرمائی تھی، جسے عوام میں فتویٰ کا نام بھی دیا گیا، بندہ نے اسکے بارے میں ایک رجوع نامہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا جس میں اپنے اکابر سلف اہل سنت والجماعت کے عقائد سے سر مو انحراف سے براءت کا اظہار کر کے جو باتیں انکے مخالف بندہ سے سرزد ہوئی ہوں، ان سے رجوع کا اعلان کیا تھا۔ لیکن اس رجوع نامے کے آخر میں کچھ ایسے جملے آ گئے تھے جن کو رجوع کی روح کے منافی سمجھتے ہوئے اس سے متعارض قرار دیا گیا، اس لئے وہ رجوع نامہ قابل قبول نہیں سمجھا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنا مافی الضمیر اس وقت پوری طرح واضح نہیں کر سکا۔ در حقیقت بات یہ تھی کہ آپ کی تحریر میں بندے کی کچھ باتیں تو ایسی تھیں جن سے بندہ نے غیر مشروط رجوع کا اظہار کیا تھا، اور کچھ باتیں ایسی بھی تھیں جو در حقیقت سلف کے مفسرین کے ایسے کلام سے ماخوذ تھیں، جو شاید معترض حضرات کی نظر سے نہیں گذرا، جسکی وجہ سے انہیں قطعی بے اصل اور محض تفسیر بالرائے قرار دیا گیا، حالانکہ وہ سلف سے منقول ہیں، اور انکی بنا پر کسی بات کو باطل محض یا گمراہی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ زیادہ سے زیادہ انہیں مرجوح کہہ سکتے ہیں۔ ان منقولات کے مراجع آنجناب کی خدمت میں بھیجنے کا ارادہ اس غرض سے ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ رجوع سے رجوع مقصود تھا، بلکہ یہ نقول آنجناب کے علم میں لانے کا منشا یہ تھا کہ ان پر غور فرمالیا جائے، تاکہ ہر قسم کی غلطی کو ایک ہی صف میں شمار نہ کیا جائے، کیونکہ بعض جگہ مضمون کی غلطی ہو گی، بعض جگہ ترجیح کی غلطی، اور بعض جگہ تعبیر کی کوتاہی، اور کچھ باتیں ایسی بھی ہونگی جنکا حاصل نزاع لفظی ہو گا۔ رجوع نامے میں میں

نے تمام امور کا اجمالی جواب دینا چاہا جو ان سب قسموں کو شامل ہو جائے، اس سے تعارض کا شبہ پیدا ہوا، اس لئے بندہ نے اول تو وہ موہم فقرے رجوع نامے سے نکال کر جناب کے پاس بھیجے، اور اب اس تحریر کے ذریعے مفصل طور پر ایک ایک اعتراض کے بارے میں اپنا موقف اور رجوع کی نوعیت واضح کرنا چاہتا ہوں، جس سے ان شاء اللہ تعارض کا اشتباہ رفع ہو جائیگا۔ آپ کی تحریر میں میرے جن بیانات کو قابل اعتراض قرار دیا گیا ہے، اب میں ان میں سے ہر ایک کے بارے میں اپنا موقف عرض کرتا ہوں:

**1-موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ**

اس واقعے میں بندہ نے جو کچھ بیان کیا، وہ اُن متعدد مفسرین کے قول کی بنیاد پر بیان کیا تھا جنہوں نے جلدی چلے آنے پر باری تعالیٰ کے سوال کو فی الجملہ نکیر پر محمول کیا ہے، اور اسے بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب قرار دیا ہے۔ ان مفسرین کی عبارتیں درج ذیل ہیں: علاّمہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

والاستفهام للانكار ويتضمن كما في الكشف انكار السبب الحامل لوجود مانع في البين وهو ايهام اغفال القوم وعدم الأعتداء بهم مع كونه عليه السلام مامورا باستصحابهم واحضارهم معه وانكار اصل الفعل لأن العجلة نقيصة في نفسها فكيف من أولى العزم اللائق بهم مزيد الحزم۔ "روح المعاني(16/ 241)

اسی بات کو معارف القرآن میں بھی ایک قول کے طور پر نقل فرمایا ہے جسکی عبارت یہ ہے:

"آپ کے منصب رسالت کا تقاضا یہ تھا کہ قوم کے ساتھ رہتے، انکو اپنی نظر میں رکھتے، اور ساتھ لاتے۔ آپ کی عجلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم کو سامری نے گمراہ کر دیا" (معارف القرآن ص 122 ج6)

لہٰذا جو بات کہی گئی، وہ تفسیر بالرائ نہیں تھی، اسکی بنیاد سلف کے کلام میں موجود تھی، اس لئے اگر کوئی اس تفسیر کو اختیار کرے، تو اسے اہل سنت سے خارج نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ بندہ یہ اعتراف کرتا ہے کہ اسکے مقابل دوسری تفسیر جو علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے، بے غبار ہے، اور اسکو اختیار کرنا اس لحاظ سے راجح ہے کہ اس سے کسی نبی کی طرف کسی اجتہادی غلطی کی نسبت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، نیز جس انداز اور تفصیل سے بندہ نے وہ بات عوام کے مجمع میں کہی، اس سے مزید غلط فہمیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں جو مقصود نہیں تھیں۔ اس لئے میں اپنے ایسے بیانات سے رجوع کرتا ہوں، اس لئے نہیں کہ وہ تفسیر بالرآی تھی، بلکہ اس لئے کہ وہ مرجوح تھی، اور اسکے بیان میں بھی قصور ہوا جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بے ادبی کا شبہ پیدا ہوا، بندہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کسی ادنیٰ بے ادبی سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے۔

## اجرت لے کر تعلیم دینا

دراصل بندہ یہ سمجھتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں طاعات پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، لیکن متاخرین نے جو اجازت دی ہے، وہ حبس وقت کی تاویل سے دی ہے، لہٰذا اسکو تعلیم پر اجرت نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن بندہ سے اس مفہوم کے ادا کرنے میں قصور ہوا، اور بات ایسے انداز سے کہدی گئی جس سے علم دین کے مدرسین کے بارے میں یہ عمومی تاثر پیدا ہو گیا کہ انکا اجرت لینا ناجائز ہے۔ اس تاثر سے بھی بندہ واضح الفاظ میں رجوع کرتا ہے۔

## موبائل سے قرآن کریم سننا اور پڑھنا

واقعہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں موبائل جس قسم کی خلاف شرع باتوں، بلکہ عریانی اور فحاشی میں استعمال ہورہاہے، اسکی وجہ سے یہ بندے کی رائے ہے کہ اس میں قرآن کریم کو محفوظ کر کے اس میں تلاوت کرنا قرآن کریم کی بے ادبی ہے۔ یہ میری اور بعض دوسرے علماء کی بھی رائے ہے، دوسرے اہل علم اس سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ لیکن اسکو بیان کرنے میں بندے سے ایک تو یہ چوک ہوئی کہ ایک مجتہد فیہ مسئلے میں مخالف رائے کو بالکل باطل قرار دینا، اسکے قائلین پر نکیر کرنا اور انہیں علماء سوء قرار دینا حدود سے متجاوز تھا جو عوام کو اجتناب کی تلقین کرنے کے سیاق میں سرزد ہوا۔ دوسرے کیمرے والے موبائل کو جیب میں رکھ کر نماز نہ ہونے کا حکم بھی اسی پر متفرع کیا گیا۔ تیسرے اس قسم کے مسائل کو جن میں علماء کرام کی دورائیں ہوسکتی ہیں، تبلیغی اجتماعات میں بیان کرنے کا معمول نہیں رہا۔ اس مسئلے کا بیان اس معمول کے خلاف ہوا۔

اپنی غلطی کے اس اعتراف کے ساتھ یہ گذارش بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جس معاملے میں علماء معاصرین کی آراء مختلف ہوں، جس طرح انہیں عوام کے مجمع میں اس شدت کے ساتھ بیان کرنا درست طرز عمل نہیں جس شدت کے ساتھ بندے نے بیان کیا، اسی طرح اگر کوئی اس معاملے میں محتاط رائے رکھتا ہو، تو یہ ایسی بات نہیں ہے کہ اسکی بناپر اسے گمراہ یا اہل سنت سے خارج قرار دیا جائے۔

## اصلاحی تعلق اور دین کے دوسرے شعبے

بندہ اپنے رجوع نامے کے شروع میں اپنا نقطۂ نظر واضح کر چکا ہے کہ بندے کے نزدیک تبلیغ کے علاوہ تعلیم دین اور تزکیہ کے لئے علماء اور اہل اللہ کی صحبت دین کا اہم شعبہ ہے، اور بندہ اپنے بیانات میں اس پر زور دیتا رہتا ہے، اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس پہلو کو زیادہ اہمیت کے ساتھ واضح کرنے کی پوری کوشش کریگا۔ لیکن جب کوئی شخص دین کے کسی ایک شعبے سے وابستہ ہوتا ہے، تو وہ اپنے احباب کو اس شعبے کی اہمیت بتانے

اور انہیں کام پر آمادہ کرنے کے لئے اس پر زیادہ زور دیتا ہے۔ بندہ چونکہ تبلیغ کے کام سے وابستہ ہے، تو اپنے احباب کے سامنے اسی کی اہمیت زیادہ اہتمام کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ بعض ایسے مقامات پر اس کام کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے بیان کا کچھ ایسا انداز ہو گیا ہے جس سے معاذ اللہ دین کے دوسرے شعبوں کی اہمیت کا کم ہونا سمجھا گیا جو حقیقت یہ ہے کہ مقصود نہیں تھا، اور جس کے مقصود نہ ہونے پر بندے کے دوسرے بیانات شاہد ہیں۔ لہٰذا بندے کا کوئی بھی ایسا بیان جس سے تبلیغ کے علاوہ دین کے دوسرے شعبوں کی ناقدری سمجھ میں آتی ہو، یا جس سے تبلیغ کے شرعی حکم کو کسی ایک خاص طریقے کے ساتھ محدود قرار دینا لازم آتا ہو، بندہ اس سے رجوع اور براءت کا واضح اعلان کرتا ہے، اور ان شاء اللہ آئندہ اس بات کا پورا خیال رکھے گا کہ اس قسم کا کوئی تاثر پیدا نہ ہو۔

امید ہے کہ ان گذارشات کے بعد بندے کے رجوع نامے کے بارے میں پیدا شدہ اشتباہ ان شاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جائیگا۔ والسلام مع الاکرام

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ
۹ جنوری ۲۰۱۷ء

بندہ محمد سعد

بنگلہ والی مسجد حضرت نظام الدین دھلی

Ph. : (01336) 222429
Fax : (01336) 222768

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Web : www.darululoom-deoband.com
Email: info@darululoom-deoband.com

# دارالعُلوم دیوبَند

Darul-Uloom, Deoband. U.P. India

حوالہ 196/3/1 التاریخ 28/01/2017

باسمہ تعالی

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، والصّلاۃ والسّلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، سیّدنا ومولانا محمد وعلی وآلہ وأصحابہ أجمعین. أما بعد:

جناب مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے بعض بیانات کی روشنی میں ان کے افکار اور نظریات کے سلسلے میں دارالعلوم دیوبند نے اپنا متفقہ موقف واضح کیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ تحقیق کے بعد اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ان کے بیانات میں قرآن وحدیث کی غلط یا مرجوح تشریحات، غلط استدلالات اور تفسیر بالرائے پائی جارہی ہے۔ بعض باتوں میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں بے ادبی ظاہر ہوتی ہے؛ جب کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن میں موصوف جمہور امت اور اجماع سلف سے باہر نکل رہے ہیں، چونکہ یہ متفقہ موقف اب عام ہو چکا ہے اس لیے اس کے مکمل اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے رجوع کے نام سے ایک تحریر بھی موصول ہوئی تھی جس پر اطمینان نہیں ہوسکا تھا۔

اب مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ کو رجوع کے سلسلے میں ایک نئی تحریر موصول ہوئی ہے، جس کے تمام مشمولات اور تفصیلات سے اگرچہ اتفاق نہیں کیا جاسکتا؛ لیکن اس تحریر میں مولانا نے فی الجملہ اپنے ان بیانات سے رجوع کیا ہے جن کا ذکر دارالعلوم دیوبند کے موقف میں کیا گیا تھا، اور آئندہ ان کا اعادہ نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

**اب اس موقع پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے جناب مولانا محمد سعد صاحب کی جن قابل اشکال باتوں کے سلسلے میں اپنا متفقہ موقف ظاہر کیا تھا، وہ موقف اپنی جگہ پر قائم ہے، دارالعلوم دیوبند نے اپنا متفقہ موقف واپس نہیں لیا ہے اور اُن افکار ونظریات کو جن کا ذکر متفقہ موقف میں کیا گیا ہے، دارالعلوم دیوبند بہرحال غلط اور ناقابل قبول سمجھتا ہے اور اُن تمام غلط باتوں پر جن کی نشاندہی متفقہ موقف میں کی گئی ہے، جماعت کی ہر سطح پر قدغن لگانا ضروری سمجھتا ہے**؛ لیکن مولانا نے اپنی تحریر میں چونکہ فی الجملہ رجوع کرتے ہوئے آئندہ ان باتوں سے پرہیز کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے؛ اس لیے اس پر اعتماد کرتے ہوئے ہم توقع کرتے ہیں کہ مولانا آئندہ ایسی باتوں سے مکمل احتیاط برتیں گے جو علمائے راسخین کے نزدیک قابل گرفت ہوسکتی ہوں، اسی کے ساتھ مولانا محمد سعد صاحب کو بطور خاص اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں ان کے بیانات صرف مرجوح تفسیر کی حیثیت نہیں رکھتے؛ بلکہ وہ یقینی طور پر غلط ہیں اور جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس کے منافی ہیں؛ اس لیے اس مسئلہ میں مولانا کو اپنے تمام بیانات کی بلا تاویل تردید کرنی چاہیے، خواہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عجلت کو بنی اسرائیل

Ph. : (01336) 222429
Fax : (01336) 222768

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Web : www.darululoom-deoband.com
Email: info@darululoom-deoband.com

# دار العلوم دیوبند

# Darul-Uloom, Deoband. U.P. India

حوالہ 196/3/2 ........ التاریخ ........

کی گمراہی کا سبب قرار دینے کا مسئلہ ہو یا ۴۰؍رات دعوت ترک کرکے عبادت میں مشغول رہنے کا الزام ہو، اس مسئلہ کی مختصر وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ فرمالی جائے، نیز تفصیلی دلائل کے لیے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کا مضمون **"وَمَآ أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوسٰى"** کی صحیح ومعتبر تفسیر بغور دیکھنی چاہیے، جو اس تحریر کے ہمراہ ارسال ہے اور دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر بھی شائع ہوچکی ہے۔

---

مولانا محمد سعد صاحب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو بیان کرتے ہیں، اس کے بارے میں قابل توجہ امور:

(۱) مولانا اپنی تحریر مؤرخہ ۱۰؍ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ = ۹؍جنوری ۲۰۱۷ء میں لکھتے ہیں: ''میں اپنے ایسے بیانات سے رجوع کرتا ہوں، اس لئے نہیں کہ وہ تفسیر بالرائے تھی، بلکہ اس لئے کہ وہ مرجوح تھی الخ''۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ مرجوح ہی نہیں بلکہ غلط اور باطل ہے سلف میں سے کسی کا یہ قول نہیں ہے اور نہ کوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی بات کہہ سکتا ہے، روح المعانی سے جو عبارت مولانا نے نقل کی ہے اس عبارت کا مولانا کی اس بات سے کہ ''موسیٰ علیہ السلام ۴۰؍رات دعوت کے عمل کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہوگئے، اسی وجہ سے بنی اسرائیل کی اکثریت گمراہ ہوگئی'' کوئی ربط وتعلق نہیں ہے۔

(۲) خدائے عالم الغیب والشہادۃ نے "قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ "الآیۃ میں واضح الفاظ میں قوم موسیٰ علیہ السلام کی گمراہی کا حقیقی ومجازی سبب بیان فرمادیا ہے۔ اس سے حضرت موسیٰ کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔

صاحب مظہری کے جس تفسیری قول کو مولانا اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، اولاً تو خود قاضی صاحب نے اس کو بصیغۂ تمریض بیان کیا ہے، پھر اس کا جو جواب نقل کیا ہے اُسے لفظ ''لعل'' سے بیان کیا ہے، معلوم ہوا کہ اس پر خود انھیں بھی جزم ویقین نہیں ہے، علاوہ ازیں اس جواب میں علمی خدشات بھی ہیں، پھر اس کا مولانا کی بات سے کوئی ربط بھی نہیں ہے، ان وجوہ سے اس مسئلہ میں اسے دلیل سمجھنا بڑی بھول ہے، نیز روح المعانی سے جو عبارت نقل کی گئی ہے، اس کا بھی مولانا کی بات سے ادنیٰ تعلق نہیں ہے؛ بلکہ اس کے سیاق وسباق کو پیش نظر رکھ کر دیکھیں تو وہ فی الجملہ مولانا کے دعویٰ کے خلاف ہوگی۔

قرآن مجید کی آیت متعلقہ کو پڑھیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ کے سوال "مَآ أَعْجَلَكَ" کا جو جواب دیا ہے، اس پر کسی نوع کا کوئی انکار مذکور نہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب کو قبول فرمالیا ہے۔

آگے مولانا لکھتے ہیں کہ: ''اس کے بیان میں بھی قصور ہوا جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بے ادبی کا شبہ پیدا ہوا''۔

ذرا اپنے اس جملہ پر غور کریں کہ ''موسیٰ علیہ السلام نے صرف ۴۰؍رات دعوت کا عمل نہیں کیا''۔

Ph. : (01336) 222429
Fax : (01336) 222768

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Web : www.darululoom-deoband.com
Email: info@darululoom-deoband.com

# دارالعلوم دیوبند

## Darul-Uloom, Deoband. U.P. India

حوالہ 196/3/3 ............ التاریخ ............

مولانا صریح لفظوں میں کہہ رہے ہیں کہ ''موسیٰ علیہ السلام نے دعوت وتبلیغ جو اُن کا فرضِ منصبی ہے ترک کردیا'' حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو جو بنص قرآنی کارِ نبوت ورسالت میں ان کے شریک عمل تھے، اپنا نائب وقائم مقام بنادیا تھا، اور قرآن بیان کرتا ہے کہ انھوں نے دعوت وتبلیغ کی یہ خدمت انجام بھی دی، پھر بھی مولانا حضرت موسیٰ کو ترک دعوت کا مورد قرار دے رہے ہیں، کیا یہ ان کی شان رسالت میں صریح تنقیص نہیں ہے؟ اس لیے مولانا نے رجوع سے پہلے جو باتیں لکھی ہیں وہ نہ درست ہیں نہ مولانا کے منصب کے مطابق۔

لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں مولانا محمد سعد صاحب اپنے تمام بیانات سے بلا تاویل وتوجیہ رجوع کریں اور اس کا اعلان کریں۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

سعید احمد عفا اللہ عنہ
(صدر مدرس)

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ
مفتی دارالعلوم دیوبند
۲۵/۳/۱۴۳۸ھ

محمد اسد اللہ غفرلہ
معین مفتی دارالعلوم دیوبند
۲۵/۳/۱۴۳۸ھ

محمود حسن غفرلہ بلندشہری
۲۶/۳/۱۴۳۸ھ

۲۵/۳/۱۴۳۸ھ

۲۶/۳/۱۴۳۸ھ

دیوبند
الہند